حقیقت حال

اسلامی مشن سنت نگر لاہور

حقیقتِ حال

از

پروفیسر غلام نبی مسلم
(ایم۔ اے)
خواجہ نذیر احمد بٹ

(شائع کردہ)
اسلامی مشن سنت نگر۔ لاہور

مسٹر وکلف اے سنگھ کے مکتوب پر تبصرہ

(غلام نبی مسلم)

مسٹر وکلف اے سنگھ نے خاکسار کو مخاطب کر کے مسیحی ماہنامہ "کلام حق" گوجرانوالہ شمارہ جنوری ۱۹۸۵ء میں مکتوب شائع کیا ہے۔ جس میں انہوں نے جذبات سے مغلوب ہو کر میری ذات کو ہدف تنقید بنایا ہے۔

مسٹر سنگھ! آپ کو میرے بعض خیالات سے شکایت ہے۔ اور اسی وجہ سے آپ جذباتی ہو گئے ہیں۔ اگر ایسے خیالات کا پس منظر نہ ہو۔ تو یقیناً ناقابل معافی ہیں۔ لیکن اگر کوئی شخص دینی بزرگوں کے متعلق دریدہ دہنی پر اتر آئے تو کیا آپ کی رائے میں اسے ہنس کر قبول کر لینا چاہیئے۔ اور ایک گال کے بعد دوسرا بھی آگے کر دینا چاہیئے۔ معافی اور درگذر ان باتوں سے متعلق ہوتی ہے اور ہونی چاہیئے۔ جو انسان کی اپنی ذات سے متعلق ہو۔ لیکن بزرگان دین کی شان میں گستاخی سے درگذر مناسب نہیں۔ پھر گذرے ہوئے راستبازوں کی مدافعت ہمارا انسانی فرض بھی ہے۔

آپ کو معلوم ہے۔ کہ خاکسار نے ایک رسالہ "ایک عیسائی جنٹلمین کے قرآن کریم پر اعتراضات اور ان کے جوابات" آپ کے ایک مکتوب کے جواب میں لکھا تھا۔ اور اسی طرح "تخلیق انجیل" میں بھی آپ کے اس مضمون کو پیش نظر رکھا تھا۔ جو آپ کی طرف سے "کلام حق" جولائی ۱۹۷۹ء میں شائع کروایا تھا۔ آپ نے شکوہ کیا ہے۔ کہ اس عاجز نے

بعض دوسرے اشخاص کی تحریروں سے متعلق اظہارِ خیال کرتے وقت اپنی اس تحریر کا پاس نہیں کیا۔ جس کا ذکر آپ کے اعتراضات کے جواب میں کیا تھا۔ در اصل آپ کا یہ شکوہ درست نہیں۔ اور اگر آپ انصاف اور تدبر سے کام لیتے۔ تو آپ میری روش کو حق بجانب قرار دیتے

آپ نے نجی خط وکتابت کا لفظ یاد کر رکھا ہے۔ کیا نجی خط کا مطلب یہ ہے کہ کسی ناواقف مکتوب الیہ کے دین اور بانیٔ دین کے متعلق دل آزار روش اختیار کی جائے۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ اسے قانون کے حوالے کیا جائے۔ اور دوسری صورت یہ ہے۔ کہ اس کا معقول جواب دیا جائے۔ ہم نے دوسرا راستہ اختیار کیا ہے۔ تاکہ مسیحی پادریوں کے زہریلے پراپاگنڈے کا جواب بھی ہو جائے۔ اور ملک کے تمام شہریوں کو حقیقت سے آگاہ رکھا جائے۔ باقی جو لوگ شیشے کے محل میں بیٹھے ہوں ان کے لئے دوسروں پر پتھر پھینکنا مناسب نہیں۔

"تحقیقِ انجیل" میں آپ سے، کلام حق سے اور پادری برکت اے خاں تینوں سے ادب کے ساتھ یہ سوال کیا گیا تھا۔ کہ

"حضرت مسیح علیہ السّلام نے جو انجیل — کتاب مقدس پیش کی وہ کن الفاظ میں تھی؟ یعنی آپ کی مادری زبان آرامی کے وہ مقدّس الفاظ کیا تھے۔ جن کے ذریعے آپ نے اپنا پیغام اپنی قوم کو دیا۔ کیونکہ جب ایک عرصے کے بعد وہ الفاظ مختلف اشخاص کے ہاتھوں دوسری زبان میں منتقل ہوتے ہیں۔ تو ان

کی روح مخدوش ہو جاتی ہے ۔ اور بعد میں آنے والے طالبانِ حق کے لئے صحیح تعلیم اور روح کا پتہ لگانا ناممکن ہو جاتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ موجودہ چاروں اناجیل کی تعلیمات اور واقعات میں اختلاف ہی نہیں بلکہ تضاد پایا جاتا ہے ۔ اور یہ بات ایک آسمانی کتاب کے شایانِ شان نہیں ۔
یہ سیدھا سادہ سوال تھا ۔ جس کا جواب نہ آپ نے دیا نہ "کلام حق" نے اور نہ ہی پادری برکت اے خاں نے ۔ اور پہلو تہی کر کے قرآن اور بانی اسلامؐ پر بے ہودہ اور گستاخانہ اعتراضات شروع کر دیئے ۔
پادری برکت اے خاں نے اپنے مکتوب میں انجیل سے متعلق ہمارے سوالات سے پہلو تہی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس طرح گستاخانہ اظہارِ خیال کیا ۔

"جو نبی سابقہ الہامی کتابوں پر ردّ و بدل اور تحریف و تنسیخ کا فتویٰ لگاتا ہے ۔ وہ لا تبدیل خدا کے لا تبدیل کلام کا مخالف اور دشمن ہے ۔ مسیحی دنیا ایسے شخص کی نبوت اور الہام کو رد کرتی ہے ۔ کیونکہ کبھی کسی نبی نے ایسی جرأت نہیں کی ۔"

(مکتوب پادری برکت اے خاں)

اس کے علاوہ پادری برکت اے خاں نے اسلامی تعلیمات ۔ قرآن حکیم اور اسلامی تاریخ کے سلسلے میں کئی ایک غیر پسندیدہ انداز میں اظہار خیال کیا ۔ اور کراچی سے پادری الیاس طارق نے بھی غیر معقول اور تمسخر کے انداز میں نکتہ چینی کی ۔ لیکن ہم نے صبر و ضبط کو ملحوظ رکھا ۔ اور خذِ العفو (درگذر

سے کام لینے کے ارشادِ الہیٰ) کے ماتحت معقول جوابات پر اکتفا کیا۔

الزامی جواب ہیں نے اپنے جوابات میں اپنی تائید میں عہد نامہ عتیق و جدید سے بہت سے حوالے دیئے ہیں۔ اور ان کی غرض صرف اسی قدر ہے کہ مسیحی احباب کو بتایا جائے کہ وہ اسلام اور بانیٔ اسلام پر جو اعتراضات کرتے ہیں۔ وہ تو خود اُن کی مذہبی کتب پر وارد ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں ایسے اعتراضات سے گریز کرنا چاہیئے۔ جو اُن کے معتقدات پر بھی وارد ہوتے ہیں۔ اور ہمارا یہ اسلوب نیا نہیں خود حضرت مسیحؑ نے متعدد بار مخالف یہود کو الزامی جوابات دیئے۔ اور ان پر اتمامِ حجت کیا۔ ورنہ ہم انبیائے بنی اسرائیل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح اللہ تعالیٰ کے فرستادہ تسلیم کرتے ہیں۔ اور ان خیالات سے بری ہیں۔ جو مقدس بائبل میں ان سے منسوب ہیں۔ جیسے کہ نوحؑ اور لوطؑ کی شراب نوشی۔ یعقوبؑ کا دو سگی بہنوں سے ایک ہی وقت میں شادی۔ داودؑ کا اوریا کی بیوی کو جبراً حرم میں ڈال لینا۔ یا نعوذ باللہ حضرت مسیحؑ کا کسی فاحشہ عورت سے عطر ملوانا۔ اور اس کے نرم و ملائم بالوں سے پاؤں کو صاف کروانا۔ ایک حاجت مند غیر اسرائیلی عورت کو کُتیا ٹھہرانا۔ حضرت مسیحؑ کا اپنی والدہ محترمہ کو اے عورت کہہ کر پکارنا۔ اور یہ ظاہر کرنا کہ حضرت مریمؑ اور ان کے فرزند حضرت مسیحؑ کی نبوت و رسالت کے منکر تھے۔

یہ تمام باتیں پہلے نبیوں اور خود حضرت مسیحؑ کی اعلیٰ تعلیمات اور بلند کردار

کے منافی ہیں۔ لیکن مسیحی بھائی چونکہ ان باتوں پہ ایمان رکھتے ہیں۔ اس لئے ہم بادلِ ناخواستہ انہیں ان کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اور اگر وہ اس قسم کی حکایات کو مٹا دیں تو ہم سے زیادہ کسی کو خوشی نہ ہو گی۔ کیونکہ قرآن کریم کی رُو سے یہ نبی رگ ان خرابیوں سے پاک اور بلند تر تھے۔

مسٹر برکت اے خاں کے جوابات کے ضمن میں ان رکیک اشارات اور خیالات کو سامنے رکھا گیا۔ جو انہوں نے اسلام، قرآن اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص کے رنگ میں کئے۔ اور اگر کسی مسیحی دوست کو یہ اسلوب پسند نہیں۔ تو انہیں چاہیئے کہ اپنے ترجمانوں کو لگام دے۔ ان کی حمایت تو مناسب نہیں۔

آپ کہہ سکتے ہیں کہ ایک شخص کی بے رہروی کا خمیازہ دوسرے کیوں بھگتیں۔ یہ ایک تنہا آواز نہیں۔ بلکہ یہ وہ گندگی ہے جو انگریز کے زمانے سے اسلام اور بانیٔ اسلام کے خلاف اس ملک کے مسیحی پادری ــــ اور ان کے زیرِ اثر عوام اچھال رہے ہیں۔ اور وہ تعلیم کے باوجود اس متعفن ماحول سے نہیں نکل سکے جس سے اس کی اُٹھان ہوئی۔ اور خود آپ نے پادری برکت کی اس شر انگیز روش کی مذمت کرنے کی بجائے اس کی تائید کی ہے۔ یعنی آپ پادری صاحب کو تو کیچڑ اچھالنے کا حق دیتے ہیں۔ بلکہ حکومتِ وقت سے مزید کیچڑ اچھالنے کی اجازت چاہتے ہیں۔ لیکن ہمیں اپنے اعتراضات پر روشنی ڈالنے کا حق نہیں دیتے۔

ایک وضاحت

آپ نے اپنے دشنام نامہ میں اس عاجز کے حضرت مسیحؑ سے منسوب انجیل متی کے یہ فقرات :-

"یوحنا نہ کھاتا آیا نہ پیتا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس میں بدروح ہے ابن آدم کھاتا پیتا آیا۔ اور وہ کہتے ہیں دیکھو کھاؤ پیو اور شرابی آدمی۔ محصول لینے والوں اور گنہ گاروں کا یار۔ مگر حکمت اپنے کاموں سے درست ثابت ہوئی۔"

درج کر کے لکھا ہے کہ یہ حضرت مسیحؑ کے اپنے الفاظ نہیں۔ بلکہ بدباطن یہودیوں کا الزام ہے (کاش یہ الزام ہی ہوتا) آپ اس کے ساتھ ہی انجیل لوقا کے یہ الفاظ پڑھیے :-

"یوحنا بپتسمہ دینے والا نہ تو روٹی کھاتا ہوا آیا۔ نہ مے پیتا ہوا اور تم کہتے ہو کہ اس میں بدروح ہے۔ ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور تم کہتے ہو کہ دیکھو کھاؤ اور شرابی آدمی محصول لینے والوں اور گنہ گاروں کا یار۔ لیکن حکمت اپنے سب لڑکوں کی طرف سے درست ثابت ہوئی" (۷ : ۳۱ - ۳۲)

ان دونوں حوالوں پر غور کیجیے۔ یہ الفاظ کہ :-

"یوحنا بپتسمہ دینے والا نہ تو روٹی کھاتا ہوا آیا نہ مے پیتا ہوا" اور "ابن آدم کھاتا پیتا آیا" حضرت مسیحؑ کے اپنے الفاظ ہیں۔ اور تم کہتے ہو "اس میں بدروح ہے" اور "دیکھو کھاؤ پیو اور شرابی آدمی

محصول لینے والوں اور گنہ گاروں کا یار"۔
وہ نتیجہ ہے جو مخالفین نے حضرت یوحنا اور حضرت مسیح کی روش سے اخذ
کیا۔ اور میری تائید کے لیے اسی قدر کافی ہے۔ کہ جناب مسیح نے حضرت یوحنا
کے "مے نہ پینے" کے برعکس خود "پینے" کا اقرار کیا، دونوں کو کاٹ دیجئے۔
انگریزی لفظ Drunk ہے جو مے نوشی کے لئے آتا ہے۔
آپ نے لکھا ہے "اس کے برعکس مسیح خداوند روٹی بھی کھاتے اور
انگوروں کا رس بھی پیتے"۔ (کلام حق ص۵)
مذکورہ بالا دونوں حوالوں اور خود آپ کے الفاظ سے یہی درست اور واضح
ہے کہ حضرت مسیح مے پیتے تھے۔ اور انہوں نے معجزے کے طور پر مے بنائی
جسے پی کر براتیوں نے اسے (good wine) زیادہ عمدہ مے قرار دیا۔
شراب طہور نہیں کہا۔ کیونکہ عربی میں شراب طہور خمر اور مے نہیں ہوتی۔ بلکہ
پاک فرحت بخش شربت یا مشروب ہوتی ہے۔
اناجیل اور عہدنامہ عتیق میں مے کے لئے انگریزی لفظ wine ہے
جس کے معنی شراب "خمر" کے ہیں۔ انگور کا رس نہیں۔ یہ مے ہی تھی۔ جیسے
کتاب پیدائش کی رُو سے پی کر حضرت نوحؑ ننگے اور مدہوش ہو گئے۔ اور
حضرت لوطؑ کو بیٹیوں نے مے ہی پلا کر بے خود کیا (نعوذ باللہ) باپ کی نسل
کو برقرار رکھا۔ مے (wine) کشید ہی نشے کے لئے کی جاتی ہے، انگور کتنے
بھی کھا لیجئے، نشہ نہیں لاتے، مگر مے (wine) انسان کو مدہوش اور
بے خود کر دیتی ہے۔ زیادہ گندم اور جو نشہ نہیں لاتے۔ معدے کو خراب کرتے

ہیں۔ مگر گندم اور جَو کی شراب مخمور و بے قابو کردیتی ہے۔ اور اس بے خودی کا نتیجہ بدکاری، قتل اور نقصان رسانی ہے۔ اور خدا کے راستباز ان خرابیوں سے بالاتر ہوتے ہیں۔ ویسے آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کے ہاں تھوڑی مے پی لینے میں کوئی ہرج نہیں، عشائے ربانی یا بعض دیگر مذہبی تقریبات میں اگر مے نوشی ضروری نہیں تو بہت اچھا۔ لیکن اس قدر معلوم ہے کہ ملک میں شراب نوشی کی وجہ سے مسیحی حلقوں نے خاص خاص مواقع پر شراب کی فراہمی کی اجازت حاصل کی ہوئی ہے۔

قابلِ توجہ مسلمان اور مسیحی دونوں مذہب کے بانیوں یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام کی ذات پر تنقید نہ کریں اور اگر ان بزرگ ہستیوں سے متعلق کچھ تذکرہ مقصود ہو۔ تو دونوں مذاہب کی متفقہ آسمانی کتابوں یعنی قرآن حکیم اور انجیل مقدس سے استدلال کیا جائے۔ ان سے باہر نہ جایا جائے۔ کیونکہ انہوں نے یہی کتابیں دنیا کو دیں دوسری کتابیں نہ تمام مسلمانوں کے نزدیک مستند اور نہ ہی مسیحیوں کے نزدیک قابلِ اعتماد ہیں۔ اور اگر مسیحی بھائی چاروں اناجیل کے علاوہ کسی دوسری کتاب یا تحریر کو شامل نہ کرنا چاہیں، تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہم خوشی سے انہیں بھی ان کی مستند کتابوں میں شامل تسلیم کریں گے۔

اسلام اور مسلمانوں کے اعتقادات کی بنیاد قرآن حکیم پر ہے۔ اس لئے اسلام کے متعلق جو کچھ لکھا جائے اس کی سند قرآن حکیم سے لی جائے،

☆ اسی طرح ہم مسلمان بھی مسیحی تعلیمات پر تبصرہ کرتے وقت چاروں اناجیل اور عہد نامہ عتیق سے ہی سند حاصل کریں گے ۔ اور اگر آپ مکتوبات کو بھی انجیل کے برابر درجہ دیتے ہیں ۔ تو ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔

☆ دوسرے مذاہب کی ایسی تعلیمات پر نکتہ چینی نہ کی جائے جو اپنے مذہب کی تعلیمات پر ہو سکتی ہو ۔ اور جو باتیں اپنے اپنے عقاید کی بنیاد ہوں ۔ انہیں دوسروں میں ہدفِ تنقید نہ بنایا جائے ۔

☆ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرتے وقت اپنی آسمانی کتابوں سے دلائل دیئے جائیں ۔ اور اس مقصد کے لیے دوسرے مذاہب کی تنقیص اور نکتہ چینی کی آڑ نہ لی جائے ۔ اور محض الزامی طریقِ استدلال سے گریز کیا جائے ۔

اسلام اور عیسائیت

اسلام دنیا کے تمام انبیاءؑ کو برحق تسلیم کرتا ہے ۔ خاص کر قرآن حکیم نے جزیرۃ العرب کے بنی اسرائیل اور ان سے پہلے نبیوں کا خاص طور سے ذکر کیا ہے ان کی تعلیمات ، کتب سماوی اور ان کے علیے کے ساتھ ساتھ ان کے دشمنوں کی مذمّت کی ہے ان کی ہلاکت کا ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کو ان انبیاء پر ایمان لانے اور ان کے احترام کو فرض قرار دیا ہے ۔ اور ان میں سے کسی ایک کے انکار کو بھی کفر ٹھہرایا ہے ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا دَور دوسرے مذاہب کے مقابل اسلام

سے قریب نہیں دور ہے۔ اور چونکہ عیسائیت کا مرکز بیت المقدس اسلام کے مرکز مکہ مکرمہ سے نزدیک تھا۔ اور اس کے ماننے والے عرب کے قرب و نواح ہی میں نہیں خود عرب کے اندر بھی موجود تھے۔ اس لئے قرآن حکیم نے شریعتِ موسوی کے آخری رسول حضرت عیسیٰؑ کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اور چونکہ اس زمانے کے یمن، مدینہ اور خیبر کے یہودی مسیحیت کے سخت دشمن تھے۔ اور حضرت مسیحؑ اور آپ کی والدہ محترمہ کے علاوہ آپ کے دین کے شدید مخالف تھے۔ اس لئے قرآن حکیم نے مسیحیت کا دو لحاظ سے ذکر کیا۔ اوّل تو یہود کے خلاف حضرت عیسیٰؑ کی نبوت و رسالت کی تصدیق و تائید کی اور حضرت مریم صدیقہ کی پاک دامنی کی شہادت دی۔ تو دوسری طرف عیسائی دنیا کے ان عقاید کی تردید کی، جو انہوں نے یونانی، رومی، مصری، بابلی اور مجوسی تصوراتِ الوہیت کے زیر اثر اختیار کر لئے تھے۔ اور حضرت مسیحؑ کی توحید پر مبنی تعلیمات کو اصل حالت میں نہ رہنے دیا تھا۔

یہ بات مدِ نظر رکھنی چاہیئے کہ اسلام حضرت موسیٰؑ اور ان کی توریت کی طرح حضرت عیسیٰؑ اور ان کی انجیل کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچا قرار دیتا ہے۔ اور جہاں کہیں وہ مسیحی دنیا سے اختلاف کرتا ہے تو یہ اختلاف حضرت عیسیٰؑ اور آپ کی الہامی تعلیم سے نہیں بلکہ مسیحی دنیا کے بعض ایسے عقاید سے ہے۔ جو انہوں نے حضرت مسیحؑ اور انجیل کی تعلیمات سے ہٹ کر دین میں داخل کر لئے۔ اگر فرق کو ملحوظ

دکھا جائے تو حقیقت شناسی کی راہ سے ایک چٹان ہٹ جاتی ہے

قرآن یہ کہتا ہے کہ " ان لوگوں نے کفر کیا جو مسیح کو خدا کہتے ہیں" ان لوگوں نے کفر کیا جو کہتے ہیں کہ " اللہ تین میں سے ایک ہے "

ان الفاظ سے واضح ہے کہ نزولِ قرآن کے وقت مسیحی مذہب کے پیروکار حضرت مسیحؑ کو خدا کا شریک ٹھہراتے تھے۔ ورنہ قرآن کی رُو سے حضرت مسیحؑ نے تو ایک ہی اللہ کی طرف لوگوں کو بلایا۔ اور خود کو ایک رسول یعنی فرستادہ، بھیجا ہوا بندہ ہی قرار دیا۔ قرآن نے یہ کہہ کر کانا یاکلان الطعام (کہ مسیحؑ اور آپ کی والدہ مریمؑ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے) کہہ کر دونوں کی الوہیت کی تردید کی۔ کہ جو کھانے پینے کا محتاج ہو، وہ خدا نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ کہہ کر کہ مسیحؑ نے بچپن اور کہولت میں باتیں کیں۔ یہ واضح کیا کہ جو شخص بچپن، جوانی اور ادھیڑ عمر کے مراحل سے گزرتا ہے۔ وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے۔

اسی طرح حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت کی تردید کر کے قرآن نے یہ اعلان کیا کہ آپ لعنتی صلیبی موت نہیں مرے تھے۔ اور یہود و نصاریٰ اس معاملے میں غلطی پہ ہیں۔ پس قرآن حکیم نے عیسائیوں پہ جو نکتہ چینی کی ہے۔ وہ حضرت مسیحؑ اور انجیل کے حق میں اور عیسائیوں کے داخل کردہ عقیدوں کے خلاف ہے۔

حیرت کا مقام

تعجب کی بات ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے احکامِ توریت کی مخالفت

نہیں بلکہ کامل پیروی کی دعوت دی۔ اسی پر عمل کے لئے یہود کو بلایا۔ اور انہیں توریت کی پیروی کی بنا پر نہیں بلکہ ان کی ریاکاری اور شریعت موسوی کی نافرمانی کی بنا پر ملعون ٹھہرایا۔ جیسا کہ فرمایا:۔

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں۔ ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلیگا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو توڑے گا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو ان پر عمل کرے گا۔ اور ان کی تعلیم دے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔ کیونکہ میں تم سے کہتا ہوں۔ کہ اگر تمہاری راستبازی فقیہوں اور فریسیوں کی راستبازی سے زیادہ نہ ہوگی۔ تو تم آسمان کی بادشاہی میں ہرگز داخل نہ ہوگے۔

(متی ۵ : ۱۷ - ۲۰)

نیز آپ نے ایک اللہ کی عبادت پر زور دیا۔ لوگوں کو نیک اعمال کی ترغیب دی۔ رزق حلال کی تلقین کی۔ توبہ اور دعا کو ہی نجات اور قرب الٰہی کا وسیلہ ٹھہرایا۔ نجات کے لئے کامل خدا پرستی پر زور دیا اور ایمان بلا عمل کو مردود ٹھہرایا۔

توحید کی تلقین

"اس (ابلیس) نے کہا اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ (دنیا کی سلطنتیں اور شان و شوکت) سب کچھ تجھے دے دوں گا۔ یسوع نے اس سے کہا، اے شیطان دور ہو۔ کیونکہ لکھا ہے۔ کہ

تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر"

(متی ۴: ۹-۱۱)

"اور دیکھو ایک عالم شرع اٹھا اور یہ کہہ کر اس کی آزمائش کرنے لگا، کہ اے استاد! میں کیا کروں۔ کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں؟"

اس نے اُس سے کہا۔ توریت میں کیا لکھا ہے؟ تو کس طرح پڑھتا ہے؟

اس کے جواب میں ہے کہ:-

"خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری طاقت اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ۔ اور اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ۔"

اُس نے اس سے کہا۔ تو نے ٹھیک جواب دیا۔ یہی کر تو تو جیئے گا۔"

(لوقا ۱۰: ۲۵-۲۸)

اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے۔ جانیں۔

(یوحنا ۱۷: ۳)

"تم جو ایک دوسرے سے عزت چاہتے ہو۔ اور وہ عزت جو خدائے واحد کی طرف سے ہوتی ہے۔ نہیں چاہتے۔ کیوں کر ایمان لا سکتے ہو؟"

(یوحنا ۵: ۴۴)

عالم الغیب خدائے واحد

"میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک یہ سب باتیں نہ ہولیں۔ یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی۔ آسمان اور زمین ٹل جائیں گے۔ لیکن میری باتیں نہ ٹلیں گی۔ لیکن اس دن یا اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا۔ نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر باپ۔ خبردار جاگتے اور دعا کرتے رہو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ وہ وقت کب آئے گا۔"

(مرقس ۱۳: ۳۰-۳۳)

"اس مسیحؑ نے ان (شاگردوں) سے کہا۔ میرا پیالہ تو پیو گے لیکن اپنے دائیں بائیں کسی کو بٹھانا میرا کام نہیں۔ مگر جن کے لئے میرے باپ کی طرف سے تیار کیا گیا۔ ان ہی کے لئے ہے۔"

(متی ۲۰: ۲۳)

خدا کا بھیجا ہوا یعنی رسول اللہ ہونے کا دعویٰ

مسیحؑ نے پکار کر کہا۔ کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ مجھ پر نہیں بلکہ میرے بھیجنے والے پر ایمان لاتا ہے۔"

(یوحنا ۱۲: ۴۴)

"جو مجھے نہیں مانتا اور میری باتوں کو قبول نہیں کرتا۔ اس کا ایک مجرم ٹھہرانے والا ہے۔ یعنی جو کلام میں نے کیا ہے۔ آخری دن وہی اسے مجرم ٹھہرائے گا۔ کیونکہ میں نے کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا ہے۔ بلکہ باپ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ کیا کہوں۔ اور کیا بولوں۔ اور میں جانتا ہوں کہ اس کا حکم ہمیشہ کی زندگی ہے۔ پس جو کچھ میں کہتا ہوں۔ جس طرح باپ نے مجھ سے فرمایا ہے۔ اسی طرح کہتا ہوں۔" (یوحنا ۱۲: ۴۸۔۵۰)

ان آیات میں چند باتوں پر ایمان لانے کی تلقین ہے۔

(۱)۔ خدا پر ایمان لانا (۲)۔ خدا کے رسول حضرت مسیحؑ پر ایمان لانا

(۳)۔ خدا نے حضرت مسیحؑ کو جو تعلیم دی اس پر ایمان لانا، اور عمل کرنا۔

(۴)۔ حضرت مسیحؑ اپنے پاس سے کچھ نہ کہتے تھے۔ بلکہ جس بات کا خدا حکم دیتا تھا۔ وہی لوگوں سے کہتے تھے۔

(۵)۔ اسی کلام خداوندی پر عمل ابدی زندگی کا وسیلہ ہے۔ دوسری کوئی بات نہیں۔

(۶) اس تعلیم پر عمل نہ کرنے والا کلام الٰہی کا مجرم ہے۔ اور قیامت کے دن خدا کی نافرمانی کی وجہ سے سزا پائے گا۔

"جو مجھ سے محبت نہیں رکھتا وہ میرے کلام پر بھی عمل نہیں کرتا۔ اور جو کلام تم سنتے ہو۔ وہ میرا نہیں بلکہ باپ کا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا۔"

(یوحنا ۱۴: ۲۴)

"اب تم مجھ جیسے شخص کے قتل کی کوشش میں ہو۔ جس نے تم کو وہی حق بات بتائی جو خدا سے سنی" (یوحنا ۸ : ۴۰)

تم اس شخص سے جسے باپ نے مقدس کر کے دنیا میں بھیجا ہے۔ کہتے ہو کہ تو کفر بکتا ہے۔ اس لئے کہ میں نے کہا میں خدا کا بیٹا ہوں"

یوحنا ۱۰ : ۳۳ - ۳۶

یہودیوں نے اسے سنگسار کرنے کے لئے پھر پتھر اٹھائے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کہ میں نے تم کو باپ کی طرف سے بہتیرے اچھے کام دکھائے ہیں۔ ان میں سے کس کام کے سبب سے مجھے سنگسار کرتے ہو؟

یہودیوں نے اسے جواب دیا۔

"کہ اچھے کام کے سبب سے نہیں بلکہ کفر کے سبب سے تجھے سنگسار کرتے ہیں۔ اور اس لئے کہ تو آدمی ہو کر اپنے آپ کو خدا بتاتا ہے۔"

یسوع نے انہیں جواب دیا۔ "کہ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا۔ کہ میں نے کہا تم خدا ہو؟ جب کہ اس نے انہیں خدا کہا جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ اور کتاب مقدس کا باطل ہونا ممکن نہیں۔"

اس آیت کے درج کرنے کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے۔ کہ انجیل میں جہاں کہیں حضرت مسیح نے خدا کو باپ اور اپنے آپ کو بیٹا فرمایا ہے۔ تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ سے تعلق، اس کے احکام پر کما حقہٗ عمل اور خدا کا برگزیدہ ہونا ہوتا ہے۔ انسان کی جنس اور نوع سے خارج ہونا نہیں

اور یہ وہ مقام ہے جو بنی آدم میں سے تمام راست باز نبیوں کو حاصل رہا ہے اور آپ کا یہ دعویٰ پہلے راست بازوں کے دعوے سے ہرگز مختلف نہیں۔ چنانچہ اپنی صداقت میں زبور ۸۲ : ۶ کا حوالہ پیش کیا۔

خدا سے دعا اور اس کی مرضی پر شاکر

اللہ تعالیٰ ہر شے سے بے نیاز ہے۔ انسان خدا کا محتاج ہے۔ قدم قدم پر خدا کے سامنے دست سوال پھیلاتا ہے۔ حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیئے اپنے خدا کو پکارتا ہے۔ اور خدا کے نیک بندے شادی اور غمی ہر حال میں خدا کی مرضی کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ یہی کیفیت حضرت مسیح کی تھی۔ آپ ہر وقت خدا سے دعا کرتے اور دوسروں کو بھی دعا کی تلقین فرماتے۔

"اور ان دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ پہاڑ پر دعا کرنے کو نکلا اور خدا سے دعا کرنے میں ساری رات گزاری۔" (لوقا ۶ : ۱۲)

"اور وہ (مسیح۔ ناقل) ان سے بمشکل الگ ہو کر کوئی پتھر کا ٹپہ آگے بڑھا اور گھٹنے ٹیک کر یوں دعا کرنے لگا۔ اے باپ اگر تو چاہے تو یہ (موت کا۔ ناقل) پیالہ مجھ سے ہٹا لے۔ تو بھی میری مرضی نہیں بلکہ تیری ہی مرضی پوری ہو۔ اور آسمان سے ایک فرشتہ اس کو دکھائی دیا۔ وہ اسے تقویت دیتا تھا۔ پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا کرنے لگے اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر

زمین پر ٹپکتا تھا۔ جب دعا سے اٹھ کر شاگردوں کے پاس آیا۔ تو
انہیں غم کے مارے سوتے پایا اور ان سے کہا۔ تم سوتے کیوں ہو۔
اٹھ کر دعا کرو۔ تاکہ آزمائش میں نہ پڑو۔"

(لوقا ۲۲: ۴۱-۴۶)

"یسوعؑ نے جواب میں ان سے کہا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ اگر
ایمان رکھو اور شک نہ کرو۔ تو نہ صرف وہی کرو گے جو انجیر کے درخت
کے ساتھ ہوا۔ بلکہ اگر اس پہاڑ سے کہو گے کہ تو اکھڑ جا اور سمندر میں جا
پڑ۔ تو یونہی ہو جائیگا۔ اور جو کچھ دعا میں ایمان کے ساتھ مانگو گے۔ وہ
سب تم کو ملے گا۔" (متی ۲۱: ۲۱-۲۲)

"اس وقت یسوع ان کے ساتھ گتسمنی نام ایک جگہ میں آیا اور
اپنے شاگردوں سے کہا۔ یہیں بیٹھے رہنا جب تک کہ میں وہاں جا کر
دعا کروں۔ اور پطرس اور زبدی کے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے کر
غمگین اور بے قرار ہونے لگا۔ اس وقت اس نے ان سے کہا میری
جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔
تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ پھر ذرا آگے بڑھا اور منہ کے
بل گر کر یوں دعا کی۔ کہ اے میرے باپ اگر ہو سکے تو یہ پیالہ
مجھ سے ٹل جائے۔ تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں۔ بلکہ جیسا تو چاہتا ہے
ویسا ہی ہو۔"

(متی ۲۶: ۳۶-۳۹)

"اُس نے اُن سے کہا کہ اب تم دعا کرو تو کہو اے باپ تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہی آئے ہماری روز کی روٹی ہر روز ہمیں دیا کر۔ اور ہمارے گناہ معاف کر کیونکہ ہم بھی اپنے قرضدار کو معاف کرتے ہیں۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ لا۔ بلکہ برائی سے بچا۔ کیونکہ بادشاہی اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔"

(لوقا ۱۱ : ۲ - ۴
متی ۶ - ۹ - ۱۳)

"جو مجھ سے اے خداوند! اے خداوند کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا۔ مگر وہی جو تیرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے۔" (متی ۷ : ۲۰ - ۲۱)

"اور شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا۔ کہ دیکھو میرے حامی اور میرے بھائی یہ ہیں۔ کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی میری بہن اور ماں ہے۔" (متی ۱۲ : ۴۹ - ۵۰)

اور جب تم دعا کرو۔ تو ریاکاروں کی مانند نہ ہو۔ کیونکہ وہ عبادت خانوں میں اور بازاروں کے موڑوں پر کھڑے ہو کر دعا کرنا پسند کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ انہیں دیکھیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں وہ اپنا اجر پا چکے۔ بلکہ جب تو دعا کرے تو اپنی کوٹھری میں جا اور دروازہ بند کرکے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے۔ دعا کر" (متی ۶ : ۵ - ۶)

ہمیشہ کی زندگی یا نجات

اور جب وہ نکل کر راہ میں جا رہا تھا۔ تو ایک شخص دوڑتا ہُوا اس کے پاس آیا اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اس سے پوچھنے لگا کہ اے نیک استاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں؟

یسوع نے اس سے کہا۔ تو مجھے نیک کیوں کہتا ہے۔ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔ تو حکموں کو تو جانتا ہے۔ خون نہ کر۔ زنا نہ کر۔ چوری نہ کر۔ جھوٹی گواہی نہ دے۔ فریب دے کر نقصان نہ کر۔ اپنے باپ اور ماں کی عزت کر

اس نے اس سے کہا۔ اے استاد میں نے لڑکپن سے ان سب پر عمل کیا ہے۔ یسوع نے اس پر نظر کی اور اسے اس پر پیار آیا۔ اور اس سے کہا ایک بات کی تجھ میں کمی ہے۔ جا جو کچھ تیرا ہے۔ بیچ کر غریبوں کو دے۔ تجھے آسمان پر خزانہ ملے گا۔ اور آ کر میرے پیچھے ہو لے"

(مرقس ۱۰ : ۱۷ - ۲۱) (متی ۱۹ : ۱۶ - ۱۹)

ان آیات میں آپ نے توریت اور دیگر احکام پر کامل پابندی کو ہمیشہ کی زندگی اور نجات کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ دوسری آیات سے بھی واضح ہے۔ کہ آپ نے جو تعلیم اللہ تعالےٰ سے پا کر اپنے پیرو کاروں کو دی۔ ان کی پوری پیروی ہی خدا کی مرضی حاصل کرنے اور ابدی زندگی پانے کا وسیلہ ہے۔ محض مان لینا اور تعلیمات پر عمل نہ کرنا جہنم میں جانا ہے۔

ایمان کے مدارج

متی (ب ۱۳) اور لوقا (ب ۸) میں حضرت مسیحؑ نے ایک بونے والے کی تمثیل بیان کی ہے۔ جس میں بوتے وقت کچھ دانے راہ کے کنارے پر گرے اور روندے گئے۔ کچھ چٹان پر گرے اور اُگ کر سوکھ گئے۔ کچھ جھاڑیوں میں گرے اور جھاڑیوں نے انہیں دبا لیا۔ اور کچھ اچھی زمین پر گرے اور سو گنا پھل لائے۔ یہاں بونے والے خود حضرت مسیح ہیں۔ اس وضاحت میں حضرت مسیحؑ نے فرمایا۔ کہ بیج خدا کا کلام ہے۔ راہ کے کنارے کے وہ ہیں۔ جنہوں نے سنا۔ پھر ابلیس آکر کلام کو ان کے دل سے چھین لے جاتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ایمان لاکر نجات پائیں۔ اور چٹان پر کے وہ ہیں۔ جو سن کر کلام کو خوشی سے قبول کر لیتے ہیں۔ لیکن جڑ نہیں رکھتے مگر کچھ عرصہ تک ایمان رکھ کر آزمائش کے وقت پھر جاتے ہیں۔ اور جو جھاڑیوں میں پڑا۔ اس سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جنہوں نے سنا۔ لیکن ہوتے ہوتے اس زندگی کی فکروں میں اور دولت اور عیش و عشرت میں پھنس جاتے ہیں۔ اور ان کا پھل پکتا نہیں۔

مگر اچھی زمین کے وہ ہیں جو کلام کو سن کر عمدہ اور نیک دل میں سنبھالے رہتے ہیں۔ اور صبر سے پھل لاتے ہیں۔

اس وضاحت سے عیاں ہے۔ کہ اللہ کی خوشنودی وہی ایماندار حاصل کرتے ہیں۔ جو کلام الٰہی پہ ایمان لاتے ہیں۔ اور اس پر مرتے دم تک قائم رہ کر نیکی کا پھل لاتے ہیں۔ اور محض ایمان لانے والے خسارے میں ہیں۔ اور یہ اعتقاد غلط ہے کہ محض حضرت مسیحؑ کی صلیبی موت پر ایمان لانے سے

کوئی شخص جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کے برعکس وہ لوگ بھی نجات سے
محروم رہیں گے۔ جو اُدھورے عمل کرتے ہیں۔ اور اپنے ہر عمل میں اللہ کے حکموں
پر نہیں چلتے۔"

"جو مجھ سے اے خداوند اے خداوند کہتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک
آسمان کی بادشاہی میں داخل نہ ہوگا۔ مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی
مرضی پر چلتا ہے۔ اس دن بہتیرے مجھ سے کہیں گے۔ اے خداوند۔ اے
خداوند! کیا ہم نے تیرے نام سے نبوّت نہیں کی۔ اور تیرے نام سے
بدروحوں کو نہیں نکالا۔ اور تیرے نام سے بہت سے معجزے نہیں دکھائے
اس دن میں ان سے صاف کہہ دوں گا۔ کہ میری کبھی تم سے واقفیت نہ
تھی۔ اے بدکارو میرے پاس سے چلے جاؤ۔ اور جو کوئی میری یہ باتیں سنتا
اور ان پر عمل کرتا ہے۔ وہ اس عقلمند آدمی کی طرح ٹھہریگا۔ جس نے چٹان پر
اپنا گھر بنایا۔ اور مینہ برسا اور پانی چڑھا اور آندھیاں چلیں اور اس گھر پہ
ٹکریں لگیں۔ لیکن وہ نہ گرا۔ کیونکہ اس کی بنیاد چٹان پر ڈالی گئی تھی۔ اور جو
کوئی میری یہ باتیں سنتا ہے۔ اور ان پر عمل نہیں کرتا۔ وہ اس بیوقوف آدمی
کی مانند ٹھہرے گا۔ جس نے اپنا گھر ریت پر بنایا۔ اور مینہ برسا اور پانی چڑھا۔
اور آندھیاں چلیں اور اس گھر کو صدمہ پہنچایا۔ اور وہ گر گیا اور بالکل برباد
ہوگیا۔" (متی ۷ : ۲۱ - ۲۷)

"بھیڑ میں سے ایک عورت نے پکار کر اس سے کہا۔ مبارک ہے وہ
رحم جس میں تو رہا۔ اور وہ چھاتیاں جو تو نے چوسیں۔ اس نے کہا۔ ہاں۔

مگر زیادہ مبارک وہ ہیں جو خدا کا کلام سنتے اور اس پر عمل کرتے ہیں"

(لوقا ۔ ۱۱ : ۲۷ ۔ ۲۸)

"مگر تم دوستوں سے میں کہتا ہوں کہ ان سے نہ ڈرو جو بدن کو قتل کرتے ہیں اور اس کے بعد اور کچھ نہیں کر سکتے ۔ لیکن میں تمہیں جتاتا ہوں ۔ کہ کس سے ڈرنا چاہیئے ۔ اس سے ڈرو کہ جس کو اختیار ہے کہ قتل کرنے کے بعد جہنم میں ڈالے ۔ ہاں میں تم سے کہتا ہوں ۔ اس سے ڈرو"

(لوقا ۱۲ : ۴ ۔ ۵)

میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ نوکر اپنے مالک سے بڑا نہیں ہوتا ۔ اور نہ بھیجا ہوا اپنے بھیجنے والے سے ۔ اگر تم ان باتوں کو جانتے ہو تو مبارک ہو ۔ بشرطیکہ ان پر عمل بھی کرو ۔

حضرت یوحنا یحییٰ کا مشن

"یوحنا آیا اور بیابان میں بپتسمہ دیتا اور گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرتا تھا ۔ اور یہودیہ کے ملک کے سب لوگ اور یروشلم کے سب رہنے والے نکل کر اس کے پاس گئے ۔ اور انہوں نے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے دریائے یردن میں اس سے بپتسمہ لیا"

(مرقس ۱ : ۴ ۔ ۵)

حضرت مسیحؑ کی منادی

"میں راستبازوں کو نہیں بلکہ گنہگاروں کو توبہ کے لئے بلانے آیا ہوں"

(لوقا ۵ : ۳۲)

"پھر یوحنا کے پکڑوائے جانے کے بعد یسوع نے گلیل میں آکر خدا کی خوشخبری کی منادی کی اور کہا کہ وقت پورا ہو گیا ہے اور خدا کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔ توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ۔" (مرقس ۱: ۱۴-۱۵)

"ننانوے راستبازوں کی نسبت جو توبہ کی حاجت نہیں رکھتے ایک توبہ کرنے والے گنہ گار کے باعث آسمان پر زیادہ خوشی ہوگی۔"

(لوقا ۱۵ : ۷)

صلیبی موت پر ایمان سے پہلے ہی گناہ معاف

"یسوع نے اُن کا ایمان دیکھ کر مفلوج سے کہا۔ بیٹا (تعلق محبت کی بنا پر بیٹا کہا نہ کہ نسل) تیرے گناہ معاف ہوئے۔"

(مرقس ۲ : ۵)

"میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ بنی آدم کے سب گناہ اور جتنا کفر وہ بکتے ہیں معاف کیا جائیگا۔ لیکن جو کوئی روح القدس کے حق میں کفر بکے۔ وہ ابد تک معافی نہ پائے گا۔"

(مرقس ۳: ۲۸-۳۰)

عدل اور رحم حضرت مسیح نے ایک تمثیل کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ جس طرح ایک انسان اپنے کسی مجرم کی عاجزی اور التجا سے متاثر ہو کر اسے معاف کر دیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ بھی ایک گنہ گار کی توبہ اور التجا کو قبول کر کے اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ اس تمثیل میں

آپ نے انسانوں کو تلقین فرمائی ہے کہ اپنے مجرموں کو معاف کر دیا کرو۔
تاکہ خدا تمہیں معاف کرے۔ (انجیل متی باب ۱۸) میں ہے۔ کہ جناب پطرس
نے حضرت مسیح سے پوچھا کہ اے خداوند! اگر میرا بھائی میرا گناہ کرتا رہے
تو میں کتنی دفعہ اسے معاف کرتا رہوں۔ کیا سات بار تک؟
یسوع نے اس سے کہا۔ میں تجھ سے یہ نہیں کہتا کہ سات بار بلکہ سات
دفعہ کے ستر بار تک"۔

نتیجہ اور حوالے

"اور جب تم کھڑے ہوئے دعا کرتے ہو۔ اگر تمہیں
کسی سے کچھ شکایت ہو تو اسے معاف کرو تاکہ
تمہارا باپ بھی جو آسمان پر ہے تمہارے گناہ معاف کرے"۔

(مرقس ۱۱: ۲۵)

معافی کی دعا

"جب تم دعا کرو تو کہو اے باپ تیرا نام پاک مانا
جائے۔ تیری بادشاہی آئے ہماری روز کی روٹی
ہر روز ہمیں دیا کر۔ اور ہمارے گناہ معاف کر۔ کیونکہ ہم بھی اپنے قرضدار کو
معاف کرتے ہیں۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ لا"۔

(لوقا۔ ۱۱: ۲-۴)

انجیلی تعلیمات کا خلاصہ

قرآن حکیم نے تمام انبیاء کی تعلیمات کا خلاصہ یک جا کر دیا ہے۔ انہی میں حضرت عیسیٰؑ بھی شامل ہیں۔ اور گو اناجیل کی تعلیمات اس وقت اور انہی الفاظ میں اکٹھی نہ کی گئیں۔ جب کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنی زبان مقدس آرمائی سے انہیں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ تاہم اگر اناجیل پر مجموعی نظر ڈالی جائے، تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ نے اپنے سے پہلے اسرائیلی نبیوں کی طرح ایک یکتا، مالک الملک، قادر مطلق خدا کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ اپنی رسالت اور کلامِ الٰہی کی طرف لوگوں کو بلایا۔ کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کریں۔ اللہ کے کلام اور اس کے بھیجے ہوئے رسول (حضرت مسیح) پر ایمان لائیں۔ خدا کے حکموں کی کامل پیروی کریں۔ اپنی خواہشات پر اللہ کی رضا کو ترجیح دیں۔ اپنی ذات کو کلامِ الٰہی اور خدا کے فرستادہ مسیحؑ کے اُسوۂ حسنہ کی پیروی میں فنا کریں۔ شریعت کے احکام پر سختی سے کاربند ہو جائیں۔ دعا اور استغفار سے کام لیں۔ تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف کرے گا۔ اور انہیں جنت میں داخل کرے گا۔

اللہ تعالیٰ سے علم پا کر جو واقعات ہونے والے تھے۔ ان کے لئے شاگردوں کو تیار کیا۔ چنانچہ انہیں بتا دیا کہ میری گرفتاری کا وقت قریب ہے لیکن انہیں حوصلہ نہیں ہارنا چاہیئے۔ آسمانی بادشاہت آ کر رہے گی

جو تعلیم میں نے دی ہے اس پر مضبوطی سے کاربند رہو۔ خدا تمہیں بے یارو مددگار نہیں چھوڑے گا۔ اور تمہارے پاس میرے جیسا ایک دوسرا مددگار آئے گا۔ جو دین کی تعلیم کو مکمل کرے گا۔ اور حق کو غالب کرے گا۔

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں۔ مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی روحِ حق آئے گا۔ تو تم کو سچائی کی تمام راہ بتائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ سنے گا۔ وہی کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ اور میرا جلال ظاہر کرے گا۔"

(یوحنا ۱۶ : ۱۲ - ۱۴)

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہیں آئے گا۔ لیکن اگر میں جاؤں گا۔ تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ تو وہ آکر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے لئے قصوروار ٹھہرائیگا۔"

(یوحنا ۱۶ : ۷ - ۸)

"اگر تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ تو میرے حکموں پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا۔ تو وہ تمہیں دوسرا مددگار (دوسرا تسلی دینے والا) بخشے گا۔ کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔"

(یوحنا ۱۴ : ۱۵ - ۱۶)

"میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن وہ مددگار یعنی روح القدس (روحِ حق) جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہ

تمہیں سب باتیں سکھائے گا۔ اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے۔ وہ سب باتیں تمہیں یاد دلائے گا۔"

(یوحنا ۱۴: ۲۵-۲۶)

"لیکن جب وہ مددگار آئے گا۔ جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی روح حق جو باپ کی طرف سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا۔" (یوحنا ۱۵: ۲۶)

اللہ کے راست باز بندے کوئی کام نفسانی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو خدا کے حکموں کے پابند ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن سے جو کام چاہے لے، جو نہ چاہے نہ لے۔ دنیا میں کامیاب کرے یا نہ کرے۔ اُن کی ذات تو رضائے الٰہی پہ شاکر ہوتی ہے۔ حضرت مسیح سے اللہ تعالیٰ نے جس قدر کام لینا تھا۔ لیا۔ اور ابھی وہ اپنے مشن اور تعلیمات کی تکمیل نہ کر سکے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ جیسا کہ آپ نے مذکورہ بالا آیات میں اپنے شاگردوں کو بتایا۔ کہ:۔

(۱)۔ آپ کے بعد آنے والا حضرت مسیح کی مانند دوسرا تسلی دینے والا ہوگا۔

(۲)، حضرت مسیح کی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کے ذریعے حاصل کر کے تعلیم دے گا

(۳) وہ ایسی تعلیم دے گا جو حضرت مسیح اپنے زمانے میں نہ دے سکے۔ اور اپنا مشن آنے والے مددگار کے لئے نامکمل چھوڑ گئے

(۴) اس کی تعلیم حضرت مسیح کی تعلیم کو تازہ پورا اور مکمل کرے گی۔

(۵) اس کی مکمل ہمہ گیر تعلیم اور نبوت تا ابد یعنی قیامت تک باقی اور جاری رہے گی۔ اور اس کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا۔

(۶) جو اپنی مکمل اور بہتر تعلیم ابدی زندگی اور ہمہ گیری کے لحاظ سے حضرت مسیح سے افضل ہوگا۔

(۷) حضرت مسیح کی رسالت، راستبازی اور نبوت کی تصدیق کرے گا۔ اور آپ کے مخالف یہود کو گنہ گار اور قصوروار ٹھہرائے گا۔

(۸) حضرت مسیح کے جلال اور بزرگی کو ظاہر کرے گا۔ یعنی اپنی تعلیم اور اللہ کے حکموں کی پابندی سے ایسی امت تیار کرے گا۔ جو حضرت مسیح کی نبوت پر ایمان رکھے گی۔ اور اپنی نیکی پرہیزگاری اور اخلاق عالیہ سے دنیا کو انصاف اور نیکی سے بھر کر دنیا میں خدا کی بادشاہت قائم کریگا اور یہ دوسرا مددگار حضرت مسیح کے دشمنوں، مشرکوں اور یہودیوں کو پیس ڈالے گا۔

یہ روح حق، دوسرا مددگار کون تھا؟ حضرت مسیح کے بعد کی تاریخ کو چھان جائیے۔ آپ کو یہ واحد انسان پیغمبر اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا نہ ملیگا۔ جن میں حضرت مسیح کی بیان کردہ تمام صفات کماحقہٗ پائی جاتی ہیں۔ اور راستباز مسیحیوں کے ایمان کا تقاضا ہے۔ کہ وہ قرآنی تعلیمات کی تصدیق کریں۔ یا ان صفات کے حامل کسی دوسرے عظیم انسان کی نشان دہی کریں۔

کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ:

۱۔ حضرت مسیحؑ کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی دوسرا نبی اور رسول آج تک نہیں آیا۔ اور مذہبی دنیا میں حضرت مسیحؑ کے بعد صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔

(۲) آپ واحد نبی ہیں جنہوں نے دوسرے نبیوں کے ساتھ حضرت مسیحؑ کو اللہ کا سچا رسول ٹھہرایا۔

(۳) آپ ہی اللہ تعالیٰ کے واحد اور یکتا نبی ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسیحؑ کی مخالفت اور نافرمانی کی وجہ سے یہود کو گنہ گار ٹھہرایا۔ اور ان کی دشمنی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضرت مسیحؑ کی صداقت اور حضرت مریم صدیقہؓ کی پاک دامنی کا اعلان فرمایا۔

(۴) آپ کی بدولت دنیا کے کروڑوں انسانوں نے اسلام قبول کر کے حضرت مسیحؑ، حضرت مریمؑ اور انجیل مقدس کا احترام کرنا سیکھا۔ اور آپ نے عرب کے مشرکوں، ایران کے مجوسیوں اور غیر مسیحی دنیا میں حضرت مسیحؑ کا جلال قائم کیا۔ اور آج جب کہ مغرب کی اکثریت آپ کی تعلیمات کو ترک کر چکی ہے اسلامی دنیا میں آپ کی عظمت اور عزت کماحقہٗ باقی ہے۔

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور مسیحؑ دوستی کا ثبوت یہ ہے کہ جب آپ نے مسیحی دنیا کو اسلام کی دعوت دی تو ہرقل مسیحی شاہ روم نے آپ کی تصدیق کی۔ اور آپ کے قاصد کا احترام کیا

مصر کے عیسائی حکمران مقوقس نے آں حضرتؐ کی خدمت میں قیمتی تحائف بھیجے۔ حبش کے عیسائی بادشاہ نجاشی نے اسلام قبول کر لیا: بحرین کا عیسائی حکمران منذر بن ساوی ایمان لے آیا۔ نجران اور بنی تغلب کے کئی عیسائی سردار مسلمان ہو گئے۔ حضرتؐ اور دومۃ الجندل کا حاکم جیفر اور اکیدر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ جو اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت کے قرب و نواح کی مسیحی دنیا نے آپکی تعلیمات کو سچ جانا۔ وہ حضرت مسیحؑ کی پیشگوئیوں کے مطابق ایک نبی، ایک مددگار، روح حق، فارقلیط کے منتظر تھے۔ اور انہوں نے بلا تاخیر آنحضرتؐ کی تصدیق کی۔ اور اس میں حضرت مسیحؑ اور آپ کی تعلیمات کی توہین نہ سمجھی۔

موجودہ اناجیل کا مقام

مذہبی تاریخ میں جہاں پہلے نبی بعد میں آنے والے نبیوں کی پیشگوئی کرتے رہے۔ اور دنیا کے لوگ اسی بنا پر انہیں قبول بھی کرتے رہے۔ اسی طرح منشائے الٰہی کے مطابق حسب ضرورت نبیوں کی تعلیمات میں مناسب تبدیلی ہوتی رہی۔ اصلی انجیل جو آرامائی زبان میں نازل ہوئی تھی۔ گم کر دی گئی ہے۔ موجودہ اناجیل بعد کے لوگوں نے مختلف زمانوں میں لکھیں۔ قدیم ترین اناجیل یونانی زبان میں لکھی گئیں۔ جب کہ حضرت مسیحؑ اور آپ کے شاگردوں اور قوم کی مادری زبان آرامی تھی۔ اس لئے ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے۔ کہ موجودہ اناجیل میں آپ سے منسوب اقوال

ان ارامی الفاظ کا صحیح ترجمہ ہیں ۔ جو حضرت مسیحؑ کی اپنی مقدس زبان سے ادا ہوئے ۔ اور یہ بات مزید حیرت کا موجب ہے ۔ کہ یونانی زبان کے تراجم میں بھی وقتاً فوقتاً تبدیلی ہوتی چلی آئی ۔ جو انجیل کی صحت کو مشکوک کرتی ہے ۔ اور ماضی کے تراجم کو تو چھوڑ یئے ۔ حال ہی میں ابتدائی یونانی اناجیل سے جو نیا انگریزی ترجمہ Revised standard version کے نام سے امریکہ سے شائع ہوا ہے ۔ اس میں اور مروجہ تراجم میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے ۔ اس نے مروجہ ترجموں کو غلط قرار دیا ہے ۔ اور مسیحی معتقدات کو ہلا کر رکھ دیا ہے ۔ پھر پرانی بائبل کے انگریزی اور اردو ترجموں میں اختلاف پایا جاتا ہے ۔ جو قابل توجہ ہے ۔

اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ تسلیم کر لیا جائے ۔ کہ مروجہ تراجم درست ہیں ۔ تو پھر یہ مشکل پیش آتی ہے ۔ کہ چاروں اناجیل کی تعلیمات میں اختلاف بلکہ تضاد کیوں ملتا ہے ۔ جن کے ہوتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ چاروں میں سے کون سی انجیل درست ہے ۔ اور کونسی غلط ہے ۔ اور یہی تضاد لازم ٹھہراتا ہے کہ نئی انجیل کی اس کمزوری کو ظاہر کرے ۔ اس کی درستی کرے اور اسے مکمل کر کے دنیا کے سامنے رکھے ۔ اور مسیحی دنیا اسے شکریے کے ساتھ قبول کرے ۔ اس سلسلہ میں مسیحی دوستوں کی توجہ کے لئے حسب ذیل حوالے پیش کئے جاتے ہیں ۔ تاکہ وہ بتائیں کہ ان میں کس انجیل کی شہادت درست ہے اور کونسی اناجیل غلط ہیں ۔

صلیب پر حضرت مسیح کے آخری الفاظ

بعد میں لکھی گئی موجودہ انجیلوں میں اختلاف

ا۔ <u>مرقس کی انجیل</u> :- اور تیسرے پہر کو یسوع بڑی آواز سے چلایا۔

"الوہی الوہی لما شبقتنی" (۱۵ : ۳۴)

ب۔ <u>متی کی انجیل</u> - اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا

ایلی، ایلی لما شبقتنی (۲۷ : ۴۶)

ج۔ <u>لوقا کی انجیل</u> - پھر یسوع نے بڑی آواز سے پکار کر کہا :-

اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔
اور یہ کہہ کر دم دے دیا (۲۳ : ۴۶)

د۔ <u>لوقا کی انجیل</u> :- اس کے بعد یسوع نے جان لیا کہ :-
باتیں تمام ہوئیں تاکہ نوشتہ پورا ہو۔ تو کہا کہ میں پیاسا ہوں۔ وہاں سرکہ سے بھرا ہوا ایک برتن رکھا تھا۔ پس اُنہوں نے سرکہ میں بھگوئے ہوئے سپنج کو زوفے کی شاخ پر رکھ کر اس کے منہ سے لگایا۔ پس جب یسوع نے وہ سرکہ پیا تو کہا کہ <u>تمام ہوا</u> اور سر جھکا کر جان دے دی۔

(۱۹ : ۲۸ - ۳۰)

۲ - طلاق سے متعلق انجیلی اختلافات

ا - مرقس کی انجیل :- جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ دے اور دوسری سے
بیاہ کرے - وہ اس پہلی کے خلاف زنا کرتا ہے
اور اگر عورت اپنے خاوند کو چھوڑ دے - اور
دوسرے سے بیاہ کرے تو زنا کرتی ہے ۔

(۱۰ : ۱۱ - ۱۲)

ب - متی کی انجیل :- میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنی بیوی کو حرام
کاری کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دے - وہ
اس سے زنا کراتا ہے - اور جو کوئی اس چھوڑی
ہوئی سے بیاہ کرے - وہ زنا کرتا ہے -(۵ - ۳۲)

ج - لوقا کی انجیل :- جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ کر دوسری سے بیاہ کرے
وہ زنا کرتا ہے اور جو شخص شوہر کی چھوڑی ہوئی عورت
سے بیاہ کرے - وہ بھی زنا کرتا ہے - (۱۶ : ۱۸)

۳ - مصلوبیت کے وقت حضرت مسیحؑ کی صلیب کس نے اٹھائی

ا - لوقا - مرقس اور متی کی اناجیل :- اور جب اس کو لئے جاتے تھے
تو انہوں نے شمعون نام ایک کرینی کو جو دیہات سے
آتا تھا - پکڑ کر صلیب اس پر لاد دی کہ یسوعؑ کے

پیچھے پیچھے لے چلے۔" (لوقا ۲۳ : ۲۶)

ب ۔ یوحنا کی انجیل : پس وہ یسوع کو لے گئے اور وہ اپنی صلیب کو آپ اُٹھائے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا۔ جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے۔ اس کا ترجمہ عبرانی میں گلگتا ہے۔" (۱۹ : ۱۷)

۴ ۔ صلیب پر تحریر

ا ۔ یوحنا کی انجیل "اور پیلاطس نے ایک کتاب لکھ کر صلیب پر لگا دیا اس میں لکھا تھا۔ یسوع ناصری یہودیوں کا بادشاہ (۱۹ - ۱۹)

ب ۔ لوقا کی انجیل ۔ سردار بھی ٹھٹھا مار کر کہتے تھے۔ کہ اس نے اوروں کو بچایا۔ اگر یہ خدا کا مسیح اور اس کا برگزیدہ ہے۔ تو اپنے آپ کو بچائے۔ سپاہیوں نے بھی پاس آکر اور سرکہ پیش کر کے اس پر ٹھٹھا مارا اور کہا۔ کہ اگر تو یہودیوں کا بادشاہ ہے۔ تو اپنے آپ کو بچا۔ ایک نوشتہ بھی اس کے اوپر لگایا گیا تھا کہ یہ یہودیوں کا بادشاہ تھا (۲۳ : ۳۵ - ۳۸)

ج ۔ مرقس کی انجیل ۔ دوپہر دن چڑھا تھا۔ جب انہوں نے اسے مصلوب کیا ۔ اور اس کا الزام لکھ کر اس کے اوپر لگا دیا گیا۔ کہ یہودیوں کا بادشاہ

(۱۵ : ۲۵ - ۲۶)

د ۔ متی کی انجیل :"انہوں نے اسے مصلوب کیا اور اس کے کپڑے قرعہ ڈال کر بانٹ لئے ۔ اور وہاں بیٹھ کر اس کی نگہبانی کرنے لگے۔ اور اس کا الزام لکھ کر اس کے سر سے اوپر لگا دیا ۔ کہ

یہ یہودیوں کا بادشاہ یسوع ہے" (۲۷ : ۲۵ - ۲۷)

اناجیل کے ایسے اختلافات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان انجیلوں کے لکھنے والے ہم عصر نہ تھے۔ ان کی معلومات یکساں نہ تھیں۔ انہوں نے اپنی معلومات کا انحصار جدا جدا سرچشموں پر کیا۔ ورنہ حضرت مسیح نے نہ تو تکلیف کے وقت مختلف الفاظ کہے۔ نہ انہوں نے طلاق کے متعلق چار قسم کی متضاد باتیں کہیں۔ نہ ان کے سر کے اوپر ایک سے زیادہ فقرے لکھے گئے۔ اور نہ صلیب اٹھانے کے بارے میں دو واقعات تھے۔ اور اس حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔ کہ اگر ایک طرف آپ اپنی تعلیم نامکمل چھوڑ گئے۔ تو دوسری طرف آپکی تعلیمات کی کماحقہٗ حفاظت نہ ہو سکی۔ اور آپکے اپنے الفاظ میں پیش کردہ آرامی زبان کی انجیل نہ ہونے کی صورت میں یہ اندازہ کرنا مشکل ہے۔ کہ آپ کی اصل تعلیمات کیا تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ صدیوں سے انجیل کے تراجم میں کمی بیشی اور ترمیم کرنی پڑی۔ حتیٰ کہ ہمارے زمانے میں (Revised Standard version) (ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورژن) نے قدیم مسیحی عقائد کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔

ان حالات میں کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ حضرت مسیح کی تعلیمات کی روشنی میں مسیحی بھائی قرآنی مشن پر غور کریں۔ اور اگر وہ غور و فکر کے بعد قرآنی تصریحات کو درست مانیں۔ تو نسل انسانی کے اتحاد، احترام اور امن و سلامتی کی خاطر اسلام کی تائید کریں۔ اور نوع انسانی کو ایک خدا کے آستانے پر جھکانے کے لئے اہل اسلام کا ساتھ دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

توریت کی پیش گوئی (خواجہ نذیر احمد ایڈ)

مسلمانوں کو مسیحیوں پر علمی برتری حاصل ہے

قارئین کو یاد ہوگا کہ ہم نے اپنے رسالہ جات "اظہار الحق" اور "قول فیصل" میں توریت کی کتاب استثنا کے ۳۳ باب ۲ کے متعلق لکھا تھا کہ اس میں "دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا" کی عبارت پراٹسٹنٹ فرقہ عیسائیاں نے اپنی بائبل میں اور "لاکھوں قدسیوں میں سے آیا" اور کیتھولک فرقہ عیسائیاں نے "مریبہ قادیش سے آیا" سے اس لئے تبدیل کر دیا ہے۔ کہ مسلمان اس سے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے حق میں دلیل پکڑتے تھے۔ یہ ایک حقیقت تھی۔ اور حقیقت ہمیشہ تلخ ہوتی ہے۔ اس لئے بعض مسیحیوں نے جو خود کو علامہ سمجھتے اور ماہر علوم بتلاتے ہیں۔ اس کی تلخی بری طرح محسوس کی ہے۔ اور انہوں نے مسیحی ماہنامہ "کلام حق" گوجرانوالہ میں مسلمانوں کے دعویٰ اور ہمارے الزام کی تردید کی ناکام کوشش کی ہے اور مسلمانوں کو علمی لحاظ سے بے مایہ اور جاہل بتلایا ہے۔

۱۸۷۰ء کی اردو بائبل میں پیش گوئی کے الفاظ کیا تھے؟

۱۸۷۰ء کی مطبوعہ بائبل* اس کی کتاب استثنا ۳۳: ۱ تا ۲ میں پیشین گوئی کے الفاظ یوں لکھے ہوئے تھے

"اور یہ وہ برکت ہے جو موسیٰ مرد خدا نے اپنے مرنے سے آگے بنی اسرائیل کو بخشی اور اس نے کہا۔ کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں اور وے تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے۔"

* جس کے سرورق پر لکھا ہوا ہے۔ کہ کتاب مقدس یعنی پرانا اور نیا عہد نامہ۔ ان کا ترجمہ عبرانی و یونانی زبانوں سے اردو میں ہوا۔

مسلمانوں کی دلیل یہ ہے کہ اس حوالہ میں خدا کی جن تین تجلیوں کا ذکر ہے وہ خدا کی شریعت کی تجلیاں ہیں جو حضرت موسیٰ و عیسیٰ و محمد صلعم کی معرفت انسانوں پر ظاہر ہوئی ہیں چنانچہ حضرت موسیٰؑ کو ابتدائی زمانہ کی شریعت جو انتہائی سخت تھی دی گئی اور حضرت عیسیٰؑ کو درمیانی عرصہ کی شریعت جو نہایت نرم درجہ کی تھی دی گئی۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک کیلئے کامل شریعت جو نہ زیادہ سخت نہ زیادہ نرم ہے دی گئی ہے۔ اور سینا، سعیر و فاران پہاڑ ان شریعتوں کے مظہر ہوئے۔ اور آخری کامل اور قیامت تک باقی رہنے والی شریعت محمدیہ صفت خاص اور اس کے پانے والے کے نفسیات بلکہ اس کے متبعین کے اوصاف اس پیشگوئی میں بیان ہوئے ہیں

پیشین گوئی کے ردّ میں مسیحی استدلال

"دس ہزار" "تواریخ" انہی مضمون میں پادری پال ارنسٹ لکھتے ہیں کہ:

پراٹسٹنٹ بائبل میں دس ہزار" کو "لاکھوں" میں تبدیل کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جس عبرانی لفظ کا ترجمہ پہلے دس ہزار اور پھر لاکھوں کیا گیا وہ رِبَوتھ (רבבת) ہے۔ رِبَوتھ جمع ہے اور اس کا واحد رِبَاوا (רְבָבָה) ہے۔ اور رِباوا کا معنی دس ہزار ہے اور ربوتھ کا معنی ہوا کئی دفعہ دس ہزار اور اس لیئے یہ لفظ غیر معین کثیر تعداد کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اس وقت اس کا مطلب لاکھوں کروڑوں ہوتا ہے۔ تو پھر پہلے اردو ترجمہ میں اس کا ترجمہ دس ہزار کیوں کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مترجمین کو اردو میں دس ہزار کے لئے کوئی لفظ نہ ملا جس کو وہ جمع کی صورت میں لکھتے۔ دس ہزار دو لفظ ہیں۔ انگریزی، عربی، یونانی، شامی یا ارامی میں عبرانی کی طرح دس ہزار کیلئے ایک ایک لفظ ہے۔ لیکن لاطینی، فارسی، اردو، ہندی اور پنجابی میں دس ہزار کے لئے ایک ایک لفظ نہیں ہے۔ انگریزی میں دس ہزار کے لیے جو لفظ ہے وہ myriad اور اس کی جمع (myriads) ہے۔ عربی میں ربوۃ اور اس کی جمع ربوات یونانی میں μυριας ہے اور اس کی جمع μυριαι اور μυριαδες شامی یا ارامی میں واحد رِبُو (ܪܒܘ) اور رِبُو (ܪܒܘ) ہے اور جمع رِبوان (ܪܒܘܢ) اور رِبوا (ܪܒܘܐ) ہے۔ پس مجبوراً انہوں نے اس کے واحد کے معنی میں ترجمہ کر دیا۔

اوراس کے واحد کا معنی دس ہزار ہے۔ جو لفظ استثنا ۳۳/۲ میں ہے۔ وہی پیدائش ۲۴/۶۰
استثنا ۳۲/۱۷ سیموئیل ۱۸/۷ و ۲۱/۱۱ و ۲۹/۵ و زبور ۱۴۴/۱۳ میں ہے۔ اور اس کا ترجمہ لاکھوں کیا گیا ہے۔
بعد میں علما نے دیکھا کہ استثنا ۳۳/۲ کا ترجمہ ناقص اور نادرست ہے۔ فارسی ترجمہ میں استثنا ۳۳/۲
کا ترجمہ یہ ہے کہ "وبا کرورہا مقدسین آمد۔۔۔ اس لئے۔ ۱۹۶۵ء والا اردو ترجمہ لاکھوں
لفظی اور بالکل صحیح ترجمہ ہے اور استثنا ۳۳/۲ کا ۱۸۷۰ء والا اردو ترجمہ ناقص ہی نہیں بلکہ غلط
ہے۔ بعثت کی پیشنگوئی اڑانے کا کسی کو خیال نہیں تھا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا کون آیا
خداوند آیا یعنی یہوواہ (YAHVEH) آیا نہ کہ کوئی انسان کن کے ساتھ آیا؟ قدسیوں کے ساتھ
یعنی فرشتوں کے ساتھ نہ کہ آدمیوں کے ساتھ۔ کہاں آیا؟ جزیرہ نمائے سینا میں پس اس
میں بعثت کی پیش گوئی کہاں ہے؟ یہ ماضی کی باتیں ہیں۔ نہ کہ مستقبل کی۔ یہ اس وقت کے
واقعات ہیں جب حضرت موسیٰؑ اپنی امت کے ساتھ بیابان میں سفر کرتے تھے۔"
(عیسائی رسالہ کلام حق صفحہ ۳، ۴ - مارچ ۱۹۸۰ء)

برکت ہمیشہ آئندہ زمانہ کے لئے دی جاتی ہے

پادری پال ارنسٹ کا یہ کہنا کہ استثنا ۳۳: ۱، ۲ کا بیان ماضی کی باتیں ہیں نہ کہ مستقبل کی۔
ہرگز درست نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ آیت ۱ میں صاف لکھا ہوا ہے کہ:۔

"یہ وہ برکت ہے جو موسیٰؑ مردِ خدا نے اپنے مرنے سے آگے بنی اسرائیل کو بخشی۔"

برکت کے متعلق یہ ہے کہ وہ ہمیشہ آئندہ زمانہ کے متعلق دی جاتی ہے
بیسیوں مقامات بائبل میں سے پیدائش ۱: ۲۲ اور خدا نے ان کو یہ کہہ کر برکت دی کہ پھلو اور بڑھو اور ان سمندروں کے پانی کو بھر دو اور پرندے زمین پر بہت بڑھ جائیں۔"

پیدائش ۹: ۱ اور خدا نے نوحؑ اور اس کے بیٹوں کو برکت دی اور کہا کہ بارور ہو اور بڑھو

اور زمین کو معمور کرو۔

پیدائش ۱۱: ۱ تا ۲ - اور خداوند نے ابرام سے کہا کہ تو اپنے وطن اور اپنے ناتے داروں کے بیچ میں سے اور اپنے باپ کے گھر سے نکل کر اس ملک میں جا جو میں تجھے دکھاؤں گا۔ اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور برکت دوں گا۔ اور تیرا نام سرفراز کروں گا۔

مزید حوالوں کے لئے دیکھئے گا پیدائش ۲۸/۱ - ۱۷/۱۵ تا ۱۶ - ۱۷/۲۰ - ۲۲/۱۵ تا ۱۸ و ۲۶/۱ تا ۳

۲۶/۱۲ تا ۱۴ ، ۲۶/۲۴ ، ۲۸/۲ ، ۳۵/۹ تا ۱۲ و ۲۹/۵ - ۴۸/۱۵ تا ۱۶ مختصراً ۔

پس پادری بابا کا قول حقائق کے خلاف ہے۔ اور یہ موسیٰؑ کی برکت آئندہ زمانہ کے لئے ہے۔

قدسی فرشتے تھے یا کہ انسان تھے

اب ہم دیکھتے ہیں کہ استثنا ۳۳/۲ میں مذکور قدسی فرشتے تھے یا کہ انسان۔ سو اس بارے میں مشہور مسیحی مفسر جے۔ آر۔ ڈملو J.R. Dummelow اپنی تفسیر دی ون والیم بائبل کمنٹری The one volume Bible commentary میں اس مقام کی تشریح بدیں الفاظ کرتے ہیں۔

"آل ہز سینٹس اسرائیلز سینٹس" All his Saints Israels Saints

(اس کے تمام قدسی اسرائیلی پاکباز لوگ تھے)

اس حوالہ نے علامہ صاحب کے اس دعوے کی قلعی کھول دی ہے۔ کہ قدسیوں سے مراد انسان نہیں بلکہ فرشتے ہیں اور واضح کر دیا ہے کہ یہاں قدسیوں سے مراد انسان ہیں۔ گو مفسر غلطی سے سمجھتا ہے کہ وہ اسرائیلی لوگ تھے۔

لفظ "دس ہزار" یا کہ "لاکھوں" درست ہے

پادری پال نے عبرانی، ارامی اور یونانی زبانوں کے "ڈھانگے" بنا بنا کر ہمیں یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ کہ واحد دس ہزار کے لئے اور جمع دس ہزار کے لئے ان زبانوں میں کیا کیا الفاظ آئے ہیں، اور انگریزی عربی فارسی زبانوں کے واحد دس ہزار اور جمع دس ہزار کو ظاہر کرنے والے الفاظ بھی لکھے ہیں۔ اور بعض عبرانی، انگریزی اور انگریزی سے انگریزی ڈکشنریوں کو حوالہ بھی دیا ہے۔ شاید وہ یونانی پڑھنا نہیں جانتے ہیں، اس لئے یونانی واحد و جمع کے الفاظ کا اردو تلفظ نہیں لکھ سکے ہیں، تاہم ان کی محنت کی ہم قدر کرتے ہیں۔ لیکن انہیں چاہیئے تھا کہ اپنے یہ ڈھانگے اور ڈکشنریاں وہ ہماری بجائے دی گڈ نیوز بائبل ٹوڈیز انگلش ورژن The good news Bible todays English version کے مترجمین کو دکھا کر سمجھاتے تاکہ وہ جمع کا انگریزی لفظ استعمال کرتا۔ لیکن افسوس کہ ان کی یہ تاویل بھی باد ہوا ثابت ہوئی۔ کہ انگریزی میں دس ہزار کے لئے ایک لفظ تو Myria ہے اور اس کی جمع Myriad ہے۔ کیونکہ انہوں نے جو ترجمہ استثنا ۳۳/۲ کا کیا ہے۔ وہ ان کے منشا کے خلاف ہے۔ اور ۱۸۷۰ء کے اردو مترجمین کے مطابق ہے۔ چنانچہ وہاں لکھا ہے کہ "ٹین تھاؤزینڈ اینجلز ورود ہم" Ten thousand angels were with him (دس ہزار فرشتے اس کے ساتھ تھے) انگریزی کے اس ترجمہ نے ۱۸۷۰ء کے اردو ترجمہ پر مہر تصدیق لگا دی ہے اور دس ہزار ترجمہ کی صحت مسلّم ہوگئی ہے۔ پھر انہوں نے "دس ہزار" ترجمہ کو

استثنا ۳۳: ۱۷ میں ایک مجبوری بتلایا ہے۔ حالانکہ آپ ہی ایسے حوالے دیئے ہیں کہ جہاں دس ہزار کی جمع دسوں ہزار۔ ہزاروں اور لاکھوں لکھے ملتے ہیں۔ جیسے کہ ۱۸۷۰ء کے اردو ترجمہ میں استثنا ۳۳: ۱۷ کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا گیا ہے کہ

"وے افرائیم کے دسوں ہزار ہیں اور وے منسی کے ہزاروں"

اور پیدائش ۲۴: ۶۰ کا ترجمہ یہ ہے "تو ہماری بہن تو لاکھوں کی ماں ہو"

ثابت ہوا کہ پادری موصوف کا یہ محض ڈھکوسلہ ہی ہے کہ اردو میں دس ہزار کی جمع کے لئے کوئی لفظ نہ تھا۔ کیونکہ ان حوالوں میں دس ہزاروں۔ ہزاروں اور لاکھوں ترجمہ اسی ایڈیشن ۱۸۷۰ء میں لکھا ملتا ہے۔ جب ہی مترجمین دیگر مقامات میں ہزاروں لاکھوں ترجمہ کر سکتے تھے۔ تو اگر استثنا ۳۳: ۲ میں ہزاروں لاکھوں ترجمہ کرنا چاہتے۔ تو کوئی رکاوٹ نہیں تھی۔ ان کا یہاں دس ہزار ترجمہ کرنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک یہاں عبرانی میں جو لفظ تھا۔ اس کا معنی دس ہزار ہی تھا۔ وہ کچھ سادہ دل لوگ تھے جنہوں نے دس ہزار ترجمہ کیا تھا۔ یا پھر انہیں خیال نہیں گذرا تھا۔ کہ اس سے استدلال پکڑیں گے۔ آنے والے بعد میں چالاک مسیحیوں نے دس ہزار کو لاکھوں میں بدل دیا۔ اور اغلب خیال یہی ہے کہ انہوں نے یونانی لفظ رِواوا רְבָבָה دس ہزار کو ہی۔ دِوتھ רבבה ہزاروں لاکھوں کروڑوں سے بدل دیا ہے۔ اور یوں مسیحی علماؤں کو ایک لفظ کے ہیر پھیر کے سبب تاویل کی کچھ راہ سجھائی دی ہے۔ بلکہ کہنا چاہیئے کہ تاویل کی یوں راہ نکالی گئی ہے

ہم یہ بھی پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ پادری پال جب انگریزی زبان میں کئی دفعہ دس ہزار کے لئے لفظ Myriad موجود تھا۔ تو انگریزی مترجمین نے استثنا ۳۳:۲ میں Myriad کی بجائے ten thousand ترجمہ کیوں کیا ہے۔ جو کہ انگریزی گرامر کی رو سے غلط ہے۔ کیونکہ جب ایک دو دس بیس ننانوے وغیرہ شمار بتایا جائے تو صرف thousand ساتھ لکھا جائیگا thousands لکھنا غلط ہوگا۔ جیسے نائنٹی نائن تھاؤزینڈ

اور نائنٹی نائن تھاؤزینڈز

لکھنا صحیح نہیں ہے۔ البتہ صرف تھاؤزینڈز

لکھنا درست اور کافی ہوگا۔ اس سے پادری پال کا عذر نامعقول اور تحریف و تاویل ہی ثابت ہوتے ہیں۔ اور بس۔

تحریف کی پختہ دلیل

پادری موصوف لکھتے ہیں۔ کہ ایسا کرنے سے ترجمے کی صحت مقصود ہوتی ہے۔ نہ کہ تحریف۔

جہاں تک بائبل میں تحریف کا تعلق ہے خود خدا نے فرما دیا ہوا ہے کہ:۔

"تم کیونکر کہتے ہو کہ ہم تو دانشمند ہیں اور خداوند کی شریعت ہمارے پاس ہے۔ لیکن دیکھ لکھنے والوں کے باطل قلم نے بطالت پیدا کی ہے"

(یرمیاہ ۸:۸)

اور مفسرِ بائبل جے آر ڈملو استثنا ۳۳ : ۴ (موسیٰ نے ہم کو شریعت اور یعقوبؑ کی جماعت کے لئے میراث دی) کے تحت لکھتے ہیں کہ:-

"ممکن ہے کہ یہ آیت بعد میں ملادی گئی ہو۔ موسیٰ اسے مشکل ہی لکھ سکتا تھا۔ آیت ۱ بھی ظاہر کرتی ہے کہ موسیٰ کی برکت کسی بعد کے مصنف نے لکھی ہے۔"

قارئین دیکھ لیجئے۔ علامہ صاحب تو ایک نقطہ کی تحریف بھی تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ جبکہ ڈملو صاحب آیات کی آیات کو ملاوٹی بتلاتے ہیں۔ اب دونوں میں سے سچا کون ہے؟ اور جھوٹا کون؟ اس کا فیصلہ تو قارئین الفاظِ عبارت دیکھ کر کر سکتے ہیں۔ ہم علامہ صاحب سے یہ پوچھنے کی جرات کریں گے۔ کہ ۱۸۷۰ء کے اردو مترجمین کو ترجمہ کی وہ کون سی مجبوری تھی جو انہوں نے استثنا ۳۳ : ۲ میں "میں سے آیا" کی بجائے "کے ساتھ" ترجمہ کر دیا تھا۔ اور انگریزی مترجمین بائبل نے بھی اسی ترجمہ کو اختیار کیا تھا۔ جیسا کہ ہم دی گڈ نیوز بائبل ٹوڈیز انگلش ورژن کے حوالے سے پیچھے لکھ آئے ہیں۔ کہ وہاں لکھا ہے "ور وِد ہم"

were with him (اس کے ساتھ تھے)

اس تحریف کی کوئی لفظی موشگافی بھی نکالیں۔ کہ جس سے ہمیں بھی پتہ چلے۔ کہ

"واقعی پیشین گوئی اڑانے کا کسی کو خیال نہیں تھا۔"

کون آیا اور کہاں آیا کی بحث

علاّمہ صاحب نے جو یہ لکھا ہے: "کون آیا؟ خداوند آیا یعنی یہوہ (YAHV H) آیا نہ کہ کوئی انسان۔ کہاں آیا؟

جزیرہ نمائے سینا ہیں"

کوئی ان علاّمہ صاحب سے پوچھے۔ کہ اگر خدا لاکھوں فرشتوں کو بیں سے آیا تھا تو کیا وہ کوئی فرشتہ تھا؟ اور اگر خدا لاکھوں فرشتوں کے ساتھ آیا تھا۔ تو اُن فرشتوں نے کوئی کام کوہِ سینا، وشعیر اور کوہِ فاران میں دکھایا تھا؟

وہ آتشی شریعت کون تھی؟ جو وہ لایا تھا؟ اس نے کس قوم سے بڑی محبت ظاہر کی تھی؟ اور کون تھے جو اُس کے قدموں میں بیٹھے تھے۔ اور اس کی بات مانتے تھے؟

اگر وہ موسیٰؑ کے بیابانی سفر سے کچھ ثبوت دیں تو ہم کچھ عرض کریں گے

پادری ارنسٹ پال کو جاننا چاہیئے کہ یہ مقام توریت بیں تین مشہور و معروف شریعتوں موسوی، عیسوی، محمدیؐ کی طرف اشارہ ہے۔

خدا کا قانون اور مرضی شریعت کے ذریعے زمین پر نافذ العمل ہوتی ہے۔ اس لئے اُسے خدا کے آنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور فاران وہ وعوتی مقام ہے۔ جس پر کھڑے ہوکر کامل شریعت پانے والے نے

دعوتِ توحید دی تھی۔ اسے جلوہ گر سے معنون کیا گیا ہے۔ چونکہ قرآن مجید فرقان تمید بھی ہے۔ اس لئے اسے آتشیِ شریعت سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم پیکرِ خلق و مروت و محبت تھے۔ اس لئے ایمانداروں سے اُن کی محبت کا بیان ہے اور آخر میں اُن کے صحابہ کرام کی اطاعت و فرمانبرداری اور حصولِ تعلیمِ دین کی طرف اشارہ ہے۔

دعا ہے کہ خدا تمام مسیحیوں کو سمجھ بھی دے اور دولتِ ایمان بھی عطا کرے۔
